دل کی بات

ملتان میں بہاؤالدین زکریا کانفرنس میں پاکستان کی وزیر اعظم بینظیر زرداری صاحبہ نے جمہوری زہر اگلا اور کہا "کہ حکومت اللہ کی امانت ہے" لیکن اگلی بات وہ کہنی بھول گئیں یا کسی سرکاری شخصیت نے انہیں جان بوجھ کے اگلی بات نہیں بتائی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد عالی ہے "اعمالکم عمالکم" تمہارے اعمال تمہارے حاکم ہیں۔

اب بے نظیر زرداری اپنے اور پیپلز پارٹی کے مجاحیل کے اعمال کا جائزہ لے لیں پھر قومی سطح پر بھی غور فرمائیں قوم کے اعمال کی سطح کتنی مرتفع ہے پھر غور فرمائیں کہ اللہ کی یہ امانت کن لوگوں کے پاس ہے۔ اور اگر بے نظیر زرداری صاحبہ کو اعمال شماری میں دقت پیش آئے تو اخبارات کی خبریں اور تھانوں کی رپورٹیں ملاحظہ کریں نیز یہ کہ یورپین ابلیسی کلچر کے پاکستانی مراکز کلبوں کے احوال بھی جان لیں حالانکہ بے نظیر زرداری صاحبہ یورپ کے کلچر میں پلی، بڑھی، جوان ہوئیں اور اسی کلچر کی نمائندگی کرتے ہوئے وزیر اعظم کے رتبہ تک گردن فراز ہوئیں ہیں مگر اس کے باوجود پیروں فقیروں مجذوبوں اور علقی زادوں کے گھرے قرب کی وجہ سے کچھ نقوش طرلی مدھم پڑ گئے ہوں تو "من از سر نو تازہ دھم اسم کمن را" اور یہ حقیقت کوئی یاد دلانے والا ہو تو بہت کچھ یاد آ جاتا ہے۔ بے نظیر صاحبہ کا یہ بھی احسان ہے آپ نے علماء کو بہت کچھ یاد کرادیا حالانکہ علماء بھٹو مرحوم کی سنگت سے لیکر بے نظیر صاحبہ کے سایۂ عاطفت میں سرکاری جھولا وصول کرنے کے بعد بہت کچھ بھول چکے تھے مگر بے نظیر صاحبہ کے "صوفیانہ تازیانے" نے پی پی پی کے اقتدار کا بھنبھوڑا اور چچوڑا ہوا کھانے والے مولویوں کو بھی یاد دلا دیا کہ ہندوستان جب اقتدار پرستوں نے فرنگی کے قبضہ میں دیا تب بھی لڑنے مرنے والے علماء ہی سر فہرست تھے اور سر شاہنواز بھٹو سے لیکر نواب زادہ سیف اللہ خان (نصر اللہ خان کے بزرگ) تک سب نواب رجواڑے جاگیریں اور ریاستیں بنانے ں سرفہرست تھے۔ مگر پی پی پی کے حلیف مولویوں کو ان شہداء جہاد اسلامی سے نسبت قائم کرتے ہوئے رشرم آنی چاہیئے۔

پھانسیوں پر جھول جانے والے سرمستانِ راہِ خدا کجا؟
اور پیپلز پارٹی کے اقتدار کے حلیفانِ روسیاہ کجا؟

مولوی کے خلاف بے نظیر زرداری صاحبہ کے جمہوری خندۂ استہزاء کی وجہ بھی وہ لوگ ہیں جو صورتاً تو ں ہیں مگر حقیقتاً جمہوری بھکاری جنہوں نے بی بی سے جمہوری بھیک، مانگی اور سیاسی خودی بلند کر کے

کلنٹن کے دربار میں سر خرو ہوئے تاریخ ہندوستان کی ایک صدی کے اوراق پارینہ دیکھ جائے انہی فائلوں میں آپ کو بلا تمیز مولوی کے نام گالیوں کے بنڈل مل جائیں گے ایسا کیوں ہے؟ اس لئے کہ مولوی ہی فرنگی کا حریف تھا مولوی ہی ۱۸۵۷ سے پہلے سی ایس پی کلاس تھی مولوی ہی حکومتوں کی انتظامیہ اور عدلیہ تھی اور اس کو ختم کر کے ہی انگریز اپنی تہذیبی یلغار کو عام کر سکتا تھا۔

سیاسی غلبے کے بعد تہذیبی و سماجی غلبے کی فرنگی کو زبردست ضرورت تھی ورنہ اسکے اقتدار کی رات اتنی طویل نہیں ہو سکتی تھی چنانچہ اس نے اپنا نئے نظام تعلیم کے ذریعہ اپنا کلچر ہندوستان میں روشناس کرایا جن لوگوں نے فرنگی سے جاگیریں لیں فرنگی کے حلیف بن کے اپنے مقاصد حاصل کئے انہی لوگوں نے (جنہیں ٹوڈی بچہ کہا جاتا ہے) فرنگی کا کلچر اپنایا اور جمہوری مقام بنایا۔ معاشرہ میں جھوٹی عزت پائی۔ فرنگی نے ایک سو سال میں قوم کی کایا کلپ کر دی کہ فرنگی اقتدار میں تھا اور یہ وڈیرے اقتدار کی دہلیز چاٹ کر عزت حاصل کرنے میں اُتارو تھے۔ ان وڈیروں نے ہلاکو کے حملہ کے وقت بھی ابن علقمی کے ذریعہ ہلاکو سے عزت پائی تھی ہندستان میں فرنگی نے اُس سے زیادہ ظلم نہیں کیا۔ ہلاکو نے بھی قتل مسلم میں شیعہ سنی کی تمیز کی اور فرنگی نے بھی اس تمیز کو قائم رکھا جسکی زندہ گواہی لیپل گریفن کی "چیفس آف پنجاب" نامی کتاب ہے۔ اندھوں کو اپنا اور غیر دکھائی نہ دے تو الگ بات ہے ورنہ بے نظیر صاحبہ کے بیاناتِ زہر خند بھی اسی تاریک پس منظر کی "روشنی" میں ملاحظہ کئے جا سکتے ہیں۔ انہیں یہ لب و لہجہ ورثہ میں ملا ہے۔ اور اپنا ورثہ کون چھوڑتا ہے۔ میں بے نظیر صاحبہ کو مبارکباد دیتا ہوں کہ انہوں نے بصد سامان رسوائی اپنا ورثہ سنبھال لیا ہے! اور یہ پہلو بہت ہی عمدہ ہے ویسے بھی وزیر اعظم بہت پہلودار شخصیت کی مالکہ ہیں۔ علماء سے خطاب کا ایک پہلو یہ بھی ابھرتا ہے کہ علماء فساق و فجار اور کفار و مشرکین والی سیاست چھوڑ دیں۔ بلکہ اس وادیٔ خبیث و حریص سے ہی نکل جائیں اور اپنا ورثہ سنبھال لیں اور علماء کی وراثت تو انبیاء والی سیاست ہے۔ ("تسوسھم الانبیاء" الحدیث) اور وہ ہے برسر اقتدار طبقۂ ملحدین و منکرین سے مزاحمت نہ کہ مفاہمت اور یہ لب و لہجہ تو پند و نصیحت کا ہے اور رضا ہال میں سب صوفیاءِ پی پی پی حال مست تھے اور اس مستی کے حال میں تو ایسی ہی نصیحت آمیز گفت و گو کی توقع کی جا سکتی ہے جبکہ پی پی پی موقع شناسی میں تو مشاق اور طاق ہے جُفت نہیں

اور یہ موقع تو شیخ الصوفیاء جنوبی پنجاب حضرت بہاؤالدین زکریا رحمہ اللہ کی برسی کا تھا اور نادر موقع۔ پھر اس موقع پر گفتگو میں ندرت بھی ہونی چاہئیے تھی یہ تو سہروردیوں کا روحانی تصرف بھی ہے! "نصیحت پر ندرت" آکسفورڈ کی سند یافتہ کے دُرجِ عقیق سے ٹپکتا ہوا قطرۂ سیماب ہے۔

اور ساغر کی تہ میں قطرۂ سیماب رہ گیا